(38)

ہمارا خدا زندہ خدا ہے وہ پہلے کی طرح اب بھی اپنے نشانات دکھا رہا ہے اور آئندہ بھی دکھاتا رہے گا

معجزات اور نشاناتِ سماوی کے بغیر ایمان محض رسم اور قصہ کہانی بن کر رہ جاتا ہے

(فرمودہ 16 جنوری 1959ء بمقام ربوہ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی: قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۙ-1

اس کے بعد فرمایا:

''قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ واقعہ آتا ہے کہ جب انہوں نے دیکھا کہ بُتوں کے پجاری شرک سے باز نہیں آتے اور ان کی ہر نصیحت بیکار جا رہی ہے تو انہوں نے ایک دن موقع پا کر سوائے بڑے بُت کے باقی تمام بُتوں کو توڑ پھوڑ دیا۔2 جب لوگوں کو اپنے بُتوں کی تباہی کا علم ہوا تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ یہ کس شخص کا کام ہو سکتا ہے۔ بعض لوگوں نے بتایا کہ ایک نوجوان ہے جس کا نام ابراہیم ہے۔ وہ ہمارے بُتوں کے خلاف باتیں کیا کرتا ہے۔ یہ کام اُسی کا ہو سکتا ہے۔ اس پر لوگوں نے فیصلہ کیا کہ آگ جلا کر حضرت ابراہیمؑ کو اس میں ڈال دیا جائے

اور اس طرح اپنے بتوں کی مدد کی جائے۔ چنانچہ انہوں نے آگ جلائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اُس میں ڈال دیا۔3 اِس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا یٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۙ اے آگ! تُو ابراہیم کے لیے ٹھنڈی بھی ہو جا اور اس کے لیے سلامتی کا باعث بھی بن جا۔

حضرت خلیفہ اوّل اِس آیت کے یہ معنٰی کیا کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے اُن کی مخالفت کی آگ کو ٹھنڈا کر دیا تھا۔4 مجھے یاد ہے 1903ء میں جب ایک شخص عبدالغفور نے جو اسلام سے مرتد ہو کر آریہ ہو گیا تھا اور اُس نے اپنا نام دھرم پال رکھ لیا تھا "ترکِ اسلام" نامی کتاب لکھی تو حضرت خلیفہ اوّل نے اُس کا جواب لکھا جو "نورالدین" کے نام سے شائع ہوا۔ یہ کتاب غالباً سیر میں روزانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سنائی جاتی تھی۔ میری عمر اُس وقت کوئی پندرہ سال کی تھی لیکن میں بھی سیر میں ساتھ جایا کرتا تھا۔ مجھے یاد ہے حضرت خلیفہ اوّل زیادہ تیز نہیں چل سکتے تھے۔ یوں تو آپ کی صحت بہت اچھی تھی اور آپ کے قوٰی بڑے مضبوط تھے مگر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی خلقی نقص تھا جس کی وجہ سے آپ چلنے میں کمزور تھے۔ سیر میں آپ بعض دفعہ پیچھے رہ جاتے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے مولوی نورالدین صاحب کہاں ہیں؟ اِس پر آپ دوڑتے ہوئے آتے۔ جلدی میں آپ کی پگڑی گر جاتی اور آپ دوڑتے ہوئے پگڑی باندھتے جاتے اور جُوتی گھسیٹتے چلے جاتے۔ پس گو مجھے پوری طرح یاد نہیں مگر میرا خیال ہے کہ یہ کتاب کوئی اَور شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سنایا کرتا تھا غالباً شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی یا مفتی محمد صادق صاحب یہ کتاب سنایا کرتے تھے (مفتی محمد صادق صاحب نے اپنی روایات میں لکھا ہے کہ وہ یہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شام کی مجلس میں سنایا کرتے تھے مگر مجھے یہی یاد ہے کہ یہ کتاب سیر میں آپ کو سنائی جاتی تھی)۔ جب دھرم پال کا یہ اعتراض آیا کہ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ ٹھنڈی ہوئی تھی تو دوسروں کے لیے کیوں نہ ہوئی اور اِس پر حضرت خلیفہ اوّل کا یہ جواب سنایا گیا کہ اِس جگہ "نار" سے ظاہری آگ مُراد نہیں بلکہ مخالفت کی آگ مُراد ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اِس تاویل کی کیا ضرورت ہے؟ مجھے بھی خدا تعالیٰ نے ابراہیم کہا ہے۔ اگر لوگوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ کس طرح ٹھنڈی ہوئی تو وہ مجھے آگ میں ڈال کر دیکھ

لیں کہ آیا میں اس آگ میں سے سلامتی کے ساتھ نکل آتا ہوں یا نہیں؟5
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اِس جرح کی وجہ سے میں نے جہاں کہیں قرآن کریم کی اِس آیت کی تفسیر کی ہے میں نے یہ نہیں لکھا کہ خدا تعالیٰ نے مخالفت کی آگ کو ٹھنڈا کر دیا تھا بلکہ میں نے بھی لکھا ہے کہ مخالفوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تھا لیکن وہ آگ ٹھنڈی ہوگئی۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ دنیا میں اسباب سے بھی کام لیا کرتا ہے اس لیے ممکن ہے اُس وقت بادل آ گیا ہو اور بارش ہوگئی ہو جس کی وجہ سے آگ بجھ گئی ہو۔ بہر حال ہمارا ایمان یہی ہے کہ دشمنوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے واقع میں آگ جلائی لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان کیے کہ جن کی وجہ سے اُن کی تدبیر کارگر نہ ہوئی اور آپ آگ سے محفوظ رہے۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عادت تھی کہ جب سلسلہ پر کوئی مشکل وقت آتا آپ بچوں کو بھی کہہ دیتے کہ دُعائیں کرو اور استخارہ کرو۔ غالباً لیکھرام کے متعلق جب آریوں نے شور مچایا اور تلاش کے لیے لیمار چنڈ سپرنٹنڈنٹ پولیس آیا تو اُس سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شُبہ پیدا ہو گیا تھا کہ چونکہ آریوں نے شور مچایا ہے اِس لیے کوئی نہ کوئی فتنہ پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ چنانچہ اُس وقت مجھے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ استخارہ کرو۔ اُس وقت میری عمر بہت چھوٹی تھی۔ چونکہ لیکھرام کا قتل 1897ء میں ہوا ہے اس لیے میں قریباً آٹھ نَو سال کا تھا۔ بہر حال مجھے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کہ استخارہ کرو۔ چنانچہ میں نے دُعا کی تو میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں باہر سے گھر میں آیا ہوں۔ ہمارے مکان کی جو ڈیوڑھی تھی وہ اُس وقت وہاں نہیں ہوتی تھی جہاں قادیان سے آتے وقت تھی بلکہ وہ اُس وقت مرزا سلطان احمد صاحب کے گھر کے زیادہ قریب تھی۔ میں اُس میں سے داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ آگے تمام پولیس کے سپاہی کھڑے ہیں۔ پولیس والے مجھے اندر جانے سے روکتے ہیں مگر میں اُن کے روکنے کے باوجود اندر چلا گیا۔ ہمارے مکان میں ایک تہہ خانہ ہوا کرتا تھا جو ہمارے دادا صاحب مرحوم نے گرمیوں میں آرام کرنے کے لیے بنوایا تھا اور اس میں سیڑھیاں اُترا کرتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِس خیال سے کہ بچے اندر جا کر کھیلتے ہیں اور اندھیری جگہ ہونے کی وجہ سے سانپ بچھو کا خطرہ ہوسکتا ہے اُس کی سیڑھیاں نصف تک بند کرادی تھیں اور باقی حصہ میں عام طور پر گھر کی ردّی اشیاء رکھی

جاتی تھیں۔ میں نے دیکھا کہ پولیس والوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کھڑا کیا ہوا ہے اور آپؑ کے سامنے اوپلوں کا ڈھیر لگا دیا گیا ہے۔ پولیس والے آتے ہیں اور اوپلوں کو آگ لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں یہ دیکھ کر خواب میں بہت گھبرایا کہ اب کیا ہوگا۔ اتنے میں کسی شخص نے اشارہ کیا کہ اوپر دیکھو۔ میں نے اوپر دیکھا تو دہلیز کے اوپر لکھا ہوا تھا کہ جو خدا کے بندے ہوتے ہیں آگ اُن پر کوئی اثر نہیں کرسکتی۔ پھر میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زور سے اپنا ہاتھ مارا اور تمام اوپلے گر گئے اور آپ اُس میں سے باہر نکل آئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی ایک الہام ہے کہ ''آگ سے ہمیں مت ڈرا آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے''۔6 آج جب میں نے حضرت خلیفہ اوّل کی کتاب ''نورالدین'' منگوائی اور اُس میں سے دھرمپال کے اِس اعتراض کا جواب سنا اور حضرت خلیفہ اوّل کے الفاظ دیکھے کہ تم ہمارے امام کو آگ میں ڈال کر دیکھ لو یقیناً خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق اُسے اِس آگ سے اُسی طرح محفوظ رکھے گا جس طرح اُس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو محفوظ رکھا7 تو مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ الفاظ یاد آ گئے کہ ہمیں بھی خدا تعالیٰ نے ابراہیم کہا ہے۔ اگر لوگوں کو اِس آگ کے ٹھنڈا ہونے میں کوئی شُبہ ہے تو وہ مجھے آگ میں ڈال کر دیکھ لیں کہ آگ ٹھنڈی ہوتی ہے یا نہیں۔

چنانچہ جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں بارش برسا کر یا ہوا چلا کر اُس آگ کو ٹھنڈا کر دیا تھا اُسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے انگریزوں کو بھیج کر اس آگ کو ٹھنڈا کیا ہوا تھا۔ بیشک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ چیلنج دیا تھا کہ یہ لوگ مجھے آگ میں ڈال کر دیکھ لیں مگر مخالف اِس بات سے ڈرتے تھے کہ اگر ہم نے ایسا کیا تو گورنمنٹ ہمیں پھانسی پر لٹکا دے گی۔ ہاں! ان لوگوں نے گورنمنٹ کے ذریعہ آپ کے مکان کی تلاشی کا انتظام کیا کہ شاید کوئی قابلِ اعتراض خط مل جائے جس کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف چارہ جوئی کی جا سکے۔ مجھے یاد ہے سپرنٹنڈنٹ پولیس لیمارچنڈ جب کمرہ سے باہر نکلا تو چونکہ اُس کا قد بہت لمبا تھا اور پھر اُس نے سولا ہیٹ8 پہنی ہوئی تھی جو بہت اونچی ہوتی ہے اس لیے اُس کا سر بڑے زور سے دہلیز سے ٹکرایا اور وہ لڑکھڑا کر گرنے لگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے فرمایا آپ کچھ دیر آرام کرلیں میں آپ کے لیے دودھ منگواتا ہوں۔ اُس نے کہا نہیں نہیں، میں ڈیوٹی پر آیا ہوں اس لیے میں ایسا نہیں کر سکتا۔

مجھے یاد ہے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چھوٹی مسجد میں یہ واقعہ سنایا اور فرمایا دیکھو! انگریزوں میں اپنی ڈیوٹی کا کیسا احساس پایا جاتا ہے۔ اگر کوئی ہندوستانی ہوتا تو فوراً مان جاتا بلکہ وہ خود کہتا کہ مجھے کچھ دودھ وغیرہ منگوا دیں لیکن لیمارچنڈ انگریز تھا اُس نے کہا میں آپ کی تلاشی کے لیے آیا ہوں اور گورنمنٹ کی طرف سے ڈیوٹی پر ہوں اس لیے میرے لیے جائز نہیں کہ آپ کے گھر سے کوئی چیز لے کر کھاؤں۔ حکیم محمد عمر صاحب بھی اُس مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اور چونکہ وہ بڑبولے واقع ہوئے ہیں جب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ لیمارچنڈ کا سر دہلیز سے ٹکرایا تو حکیم صاحب فوراً بول پڑے کہ حضور! اُس کے سر سے خون بھی نکلا تھا یا نہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہنس پڑے اور فرمایا حکیم صاحب! میں نے اُس کی ٹوپی اُٹھا کر نہیں دیکھا تھا کہ اُس کے سر میں سے خون بھی نکلا ہے یا نہیں؟

اب دیکھ لو! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کو گزرے چار ہزار سال ہو چکے تھے مگر چونکہ آپ کا بھی ابراہیم ہونے کا دعوٰی تھا اس لیے گو دشمنوں نے آپ کے لیے ہر قسم کی آگ بھڑکائی، آپ کے مکان کی تلاشی لی اور پوری کوشش کی کہ کسی طرح آپ پر کوئی الزام لگے اور آپ گرفتار ہو جائیں لیکن اُن کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہوسکی۔ لاہور میں ایک ڈپٹی برکت علی خان صاحب تھے جو شاہ جہان پور کے رہنے والے تھے اور مسلمانوں کے بہت خیر خواہ تھے۔ آریوں نے مشہور کر دیا تھا کہ ڈپٹی صاحب کے گھر میں لیکھرام کا قاتل چُھپا ہوا ہے۔ اُس زمانہ کے ایک دوست اب بھی موجود ہیں اُن کی عمر اَسّی سال کے قریب ہے اور وہ انڈیا میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس بھی رہ چکے ہیں۔ وہ مری میں مجھ سے ملنے آئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ میں اُن دنوں سب انسپکٹر پولیس تھا اور لاہور میں تھا۔ میں نے سنا کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے ڈپٹی صاحب کی کوٹھی کے اردگرد گھیرا ڈالا ہوا ہے۔ میں بھی وہاں گیا اور دیکھا کہ ہزاروں مسلمان جوش میں وہاں کھڑے ہیں۔ وہ سمجھتے تھے کہ جس شخص نے بھی لیکھرام کو قتل کیا ہے اُس نے اسلام کی خدمت کی ہے اس لیے وہ جوش میں وہاں کھڑے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہم سب قتل ہو جائیں گے لیکن ڈپٹی صاحب کے

گھر میں پولیس کو گھسنے نہیں دیں گے۔ ڈپٹی صاحب بڑے نرم دل تھے۔ وہ باہر نکلے اور انہوں نے کہا نہیں صاحب! قاتل میرے گھر میں نہیں گُھسا۔ پھر انہوں نے قسم کھائی تب جا کر لوگ ٹھنڈے ہوئے۔ پھر پولیس اندر داخل ہوئی اور اُس نے تلاشی لی تو وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ دراصل لیکھرام کو کسی آدمی نے نہیں مارا تھا کہ وہ ڈپٹی برکت علی خان صاحب کے گھر میں گھستا بلکہ اُسے فرشتے نے مارا تھا اور وہ کہاں پکڑا جا سکتا تھا۔ پہلے میں سمجھتا تھا کہ ''برکت علی محمڈن ہال'' اُن ملک برکت علی صاحب کے نام پر ہے جو مسلم لیگ کے سیکرٹری تھے لیکن ان ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس نے مجھے مری میں بتایا کہ یہ ہال اُن برکت علی خان صاحب کے نام پر ہے جن کے زمانہ میں لیکھرام کا واقعہ ہوا تھا۔

تو اللہ تعالیٰ ہر زمانہ میں اپنے نشانات دکھاتا ہے۔ پہلے زمانہ میں بھی وہ نشانات دکھاتا رہا ہے، اب بھی دکھا رہا ہے اور آئندہ بھی دکھاتا رہے گا۔ ہمارا خدا زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اُس پر نہ کبھی اونگھ آتی ہے، نہ نیند آتی ہے، نہ موت آتی ہے اور نہ کمزوری آتی ہے۔ اس خدا کے نشانات نہ کبھی کم ہوئے ہیں اور نہ کم ہوں گے۔ بیوقوف سمجھتے ہیں کہ وہ نشانات حضرت آدم علیہ السلام یا حضرت نوح علیہ السلام یا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ختم ہو گئے حالانکہ وہ نشانات نہ حضرت آدم علیہ السلام پر ختم ہوئے ہیں، نہ حضرت نوح علیہ السلام پر ختم ہوئے ہیں، نہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ختم ہوئے ہیں، نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ختم ہوئے ہیں، نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہوئے ہیں اور نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئے ہیں وہ نشانات قیامت تک چلتے چلے جائیں گے اور لوگوں کے ایمانوں کو تازہ کرتے رہیں گے۔ اگر خدا تعالیٰ کے معجزات، نشانات اور تائیداتِ سماوی مِٹا دی جائیں تو ایمان صرف رسمی اور قصہ کہانی بن کر رہ جائے اور قصہ کہانیوں کا ایمان انسان کو کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ ایمان اُسی وقت فائدہ دیتا ہے جب وہ یقین کی حد تک پہنچ جائے اور اُسے یقین کی حد تک پہنچانا خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے بندہ کے اختیار میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ جس پر مہربانی کرے اُس کو یقینِ کامل حاصل ہو جاتا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ کی نُصرت نہ ملے اُس کو باوجود قرآن کریم کے پڑھنے اور ظاہری ایمان حاصل ہونے کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سا ایمان حاصل نہیں ہوتا۔ وہ اس دنیا میں اندھا ہی آتا ہے اور اندھا ہی اِس دنیا سے رُخصت ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے تو اس کی بخشش ہو سکتی ہے ورنہ وہ اپنے زور سے کسی بخشش کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ پس اللہ تعالیٰ سے دُعائیں کرتے رہنا چاہیے کہ وہ

ہمیں صرف اپنے نشانات ہی نہ دکھائے بلکہ اپنے نشانات پر علمِ یقین بھی پیدا کرے۔خالی نشان دیکھنا کوئی چیز نہیں۔

دیکھو! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ کس قدر نشانات دکھائے گئے۔آپ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اِس بات کو ثابت کرنے کے لیے کہ میں اُس کی طرف سے ہوں اِس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو اُن کی بھی اِن سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔9

مگر اتنے بڑے نشانات کے باوجود آپ کے بعض ماننے والے ہی آپ سے منحرف ہو گئے۔اس لیے کہ انہوں نے نشانات تو دیکھے مگر حق الیقین تک اُن کی نوبت نہیں پہنچی تھی۔انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا اور پھر ڈگمگا گئے۔پس اللہ تعالیٰ سے دُعائیں کرتے رہنا چاہیے کہ وہ ہمیں یقینِ کامل عطا فرمائے اور ہمیں موت دے تو صالحین والی موت دے۔ حضرت یوسف علیہ السلام سے بڑھ کر کون ایماندار ہوگا؟ آپ نے اللہ تعالیٰ کے بڑے نشانات دیکھے تھے مگر پھر بھی آپ فرماتے ہیں فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ 10 یعنی اے زمین و آسمان کو پیدا کرنے والے خدا! تُو ہی دنیا اور آخرت میں میرا دوست اور مددگار ہے۔اس لیے میری تجھ سے التجا ہے کہ تُو مجھے اپنی کامل فرمانبرداری کی حالت میں وفات دیجیو اور پھر ایسی حالت میں موت دیجیو کہ میں صالحین کے طبقہ میں شامل ہو جاؤں۔انسان کو ہمیشہ یہ دعا مانگتے رہنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ اُس کا انجام بخیر کرے اور اِس دنیا میں بھی خدا تعالیٰ کی تائید اُسے حاصل ہو اور آخرت میں بھی وہ اس کے ساتھ ہو"۔ (الفضل 4 فروری 1959ء)

---

1 : الانبیاء: 70

2 : فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۹﴾ (الانبیاء: 59)

3 : قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْۤا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۶۹﴾ (الانبیاء: 69)

4 : نورالدین مؤلفہ حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب صفحہ 146 سوال نمبر 65۔ 27 فروری 1904ء مطبع ضیاءالاسلام قادیان۔

5 : تفسیر بیان فرمودہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہودؑ سورۃ الانبیاء آیت 70 قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِی بَرْدًا.... جلد 3 صفحہ 260، 261

6 : تذکرہ صفحہ 324 ایڈیشن چہارم 2004ء

7 : **نورالدین** سوال نمبر 5 صفحہ 146۔ 27 فروری 1904ء مطبع ضیاء الاسلام قادیان

8 : **سولا ہیٹ**: ایک خاص طرز کا انگریزی ٹوپ جو سولا کی لکڑی کے گُدے سے بنایا جاتا ہے۔ اس میں کنارے چھجے کی طرح باہر کو نکلے ہوتے ہیں تاکہ دھوپ سے محفوظ رہا جاسکے۔ (اردو لغت تاریخی اصول پر۔ جلد 12 صفحہ 184 کراچی 1991ء)

9 : چشمۂ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 332 کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن 2008ء

10 : یوسف: 102